شمارہ نمبر
619

# خدمتِ خلق

مثالی مجلّہ

ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ)
چملیک کچہری روڈ، ملتان۔ فون: 4549675

رجسٹرڈ نمبر
M-23

# 01

# خدمتِ خلق

## صدیق ارکانی

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی معتد بہ زندگی قرآن پاک کی تفسیر وتشریح کے بیان میں گزری ہے، کسی نے حضرت سے پوچھا قرآن پاک کا خلاصہ کیا ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ قرآن پاک کا خلاصہ تین چیزیں ہیں، عبادت، اطاعت اور خدمت خلق یعنی خالص عبادت اللہ کے لئے ہو اور مکمل اطاعت رسول اللہ کی ہو پرخلوص خدمت مخلوق خدا کی ہو، جو بھی کما حقہ ان تینوں امور کو بجا لایا وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو گیا۔ یہاں ہم صرف خدمت خلق، سخاوت کی فضیلت، ایثار کی منقبت، صدقہ کی برکت اور دولت کی مذمت کے متعلق کچھ گزارشات بیان کریں گے۔ تا کہ قارئین کرام کو خدمت خلق کا مفہوم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں آسانی ہو۔

یہ نا قابل انکار حقیقت ہے کہ خدمت خلق کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ سائل سے نرمی سے پیش آنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، یتیموں کا سہارا بننا، بیواؤں کی مدد کرنا، ننگوں کو کپڑا پہنانا، مریضوں کا علاج و معالجہ کرنا، شہداء کے گھرانوں کی کفالت کرنا، مصیبت زدہ اور غمزدہ انسان کے دکھ درد میں شریک ہو کر اسے تسلی دینا، سرائے خانہ، مسافر خانے اور یتیم خانے قائم کرنا، ہسپتالیں بنوانا، مسجدیں تعمیر کروانا، کنوئیں کھدوانا اور ظالم کے خلاف

مظلوم سے تعاون کرنا وغیرہ سب امور خدمت خلق اور صدقہ میں داخل ہیں، غرض ہر ایسا کام، عمل، فعل اور قول خدمت خلق کا حصہ ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔

شیخ شرف الدین سعدی بن عبداللہ شیرازی رحمہ اللہ (مولود 589ھ مطابق 1333ء متوفی 691ھ) فرماتے ہیں۔

بنی آدم اعضائے یک دیگرند

کہ در آفرینش از یک جوہر ند

چو عضوئے بدرد آورد روزگار

دیگر عضو ہارا نہ ماند قرار

تو کہ محنت دیگروں بے غمی

نہ شاید کہ نامت نہند آدمی

''یعنی بنی نوع انسان فرد واحد کے اعضاء و جوارح ہیں، کیونکہ سب کی پیدائش مٹی سے ہوتی ہے، جس طرح ایک عضو میں درد ہونے سے دوسرے عضو کا قرار اور سکون جاتا رہتا ہے، اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف کا احساس دوسرے مسلمان بھائی کو ہونا چاہیئے اے مخاطب اگر دوسروں کی پریشانی اور مصیبت سے بے غم ہے تو تمہارا نام انسان رکھنا نہ چاہیئے۔''

حدیث قدسی ہے کہ میں نے پانچ چیزوں کو پانچ مقامات میں رکھا ہے، لیکن لوگ انہیں ان کی جگہوں میں تلاش کرنے کے بجائے دوسری جگہ تلاش کرتے ہیں، بھلا وہ انہیں کیسے پائیں گے۔ اولؔ میں نے اپنی رضا مخالفت نفس میں رکھی ہے لیکن لوگ موافقت نفس میں تلاش کرتے ہیں۔ دومؔ سکون اور آرام جنت میں رکھا ہے لیکن

لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔ سوم علم وحکمت کو بھوک میں رکھا ہے لیکن لوگ شکم سیری میں اسے ڈھونڈتے ہیں۔ چہارم تونگری کو قناعت میں رکھا ہے لیکن لوگ مال میں تلاش کرتے ہیں اور عزت کو اطاعت میں رکھا ہے نہ کہ بادشاہوں کے دروازے میں۔ اگر ہم اس حدیث پر بھی عمل کرنا شروع کر دیں تو ایسا نہیں ہوسکتا کہ مسلمان بھائی ظلم کی چکی میں پسیں اور ہم دیکھتے رہیں، ہمارے پڑوسی بھوکے سو جائیں اور ہم مال جمع کرتے رہیں۔

ایک ادیب کا مقولہ ہے: ''**لاخیر فی القول لا العمل ولا فی الفقه الا مع الودع ولا الصدقة الا مع النیة ولا فی المال الا مع الجو ولا فی الصدقة الامع الوفاء ولا فی الحیاة الا مع السرور۔**''

یعنی کردار کے بغیر گفتار پرہیز گاری کے بغیر فقہ، سچی نیت کے بغیر صدقہ، سخاوت کے بغیر مال، وفا دوستی اور خوشی کے بغیر زندگی بے کار ہے، شاعر کہتا ہے:

**لا تبخلن بدنیا وهی مقبلة**

**فلیس بنقضها التبذیل والسوف**

**وان تولت فاحریٰ ان تجودبها**

**فالحمد منها اذا ما ادبرت خلف**

ترجمہ: یعنی اگر مال آ رہا ہے تو بخل سے کام نہ لو، کیونکہ اسراف اورفضول خرچی سے بھی آنے والا مال آکر رہے گا اور اگر مال ختم ہو رہا ہے تو مناسب یہ ہے کہ سخاوت کرو کیونکہ وہ خرچ شدہ مال زیادہ بہتر ہے جس کا اچھا بدلہ ملے، حکماء فرماتے ہیں کہ دس قسم کے لوگوں میں دس چیزیں عیب دہ ہیں، بادشاہوں میں تنگی، حسب و

نسب میں عذر، علماء میں سوال، قضاۃ میں جھوٹ، عقل مندوں میں غضب، تجربہ کاروں میں حماقت، اطباء میں مرض، اہل بوس میں استہزاء، فقیروں میں فخر اور توانگروں میں بخل۔ شاعر کہتا ہے۔

دوست شمار آں کہ درنعمت زند
لاف یاری وبرادر خواندگی
دوست آں دانم کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حال و درماندگی

ترجمہ: یعنی اس شخص کو دوست مت سمجھ جو آسائش اور فراخی کے زمانے میں دوستی اور وفاداری کی ڈینگ مارتا ہے۔ (سختی کے زمانے میں دور بھاگتا ہے) دوست تو وہ ہے جو پریشانی اور عاجزی کے وقت دوست کی مدد کرے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حاتم الاصم سے پوچھا کہ لوگوں کی ایذاء رسانیوں سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ حاتم الاصم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اپنا مال دو ان سے نہ لو، ان کا حق دو اور اپنا حق نہ لو اور تکلیف برداشت کرو اور کسی کو تکلیف نہ دو۔

جو لوگ دوسروں کے کام آتے ہیں اور غیروں کی مدد کی خاطر اپنی جان نچھاور کر دیتے ہیں رہتی دنیا تک ایسے لوگوں کا تذکرہ خیر سے ہوتا ہے اور لوگ انہیں دعائیں دیتے ہیں، ایک مرتبہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے شقیق بن ابراہیم بلخی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ تمہاری کیا حالت ہے۔ بلخی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر اللہ رزق دیتا ہے تو کھا لیتا ہوں ورنہ صبر کرتا ہوں، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا یہ تو بلخ کے کتے بھی کرتے ہیں، میں تو ایسا کرتا ہوں کہ اگر اللہ رزق دیتا ہے تو دوسروں کو ترجیح دیتا ہوں ورنہ

شکر کرتا ہوں۔

ثبت ست برگور بہرام گور
کہ دست کرم بہ زبازوئے زور
نماند حاتم طائی ولیک تابہ ابد
بماند نام بلندش بہ نیکوئی مشہور

ترجمہ: یعنی بادشاہ بہرام گور کی قبر کی تختی پر لکھا ہوا ہے کہ طاقتور بازو سے کرم نوازی کا ہاتھ بہتر ہے، حاطم طائی تو اس دنیا میں نہیں رہا لیکن اس کی نیک نامی ہمیشہ باقی رہے گی، خالد بن ولید بن صفوان فرماتے ہیں۔

لا تطلبوا الحوائج بغیر حینھا
ولا تطلبوھا من غیر اھلھا
اخلق بذی الصبر ان یحظی بحاجتہ
ولا بدلمن یقوع الابواب ان یلجا

ترجمہ: یعنی بہ وقت مطالبہ نہ کرو اور غیر اہل سے نہ مانگو بلکہ صبر کرو، صابرین کی حاجت جلد پوری کر دی جاتی ہے اور کسی ضرورت کے تحت دروازے کھٹکھٹانے والے کو پناہ دینا ضروری ہے۔ آج ہماری اجتماعی حالت یہ ہے کہ کوئی کسی کا غمخوار نہیں ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ایمان سے نجات مل جائے گی جبکہ ہمارے پہلو میں یتیم بچے بھوک سے نڈھال ہو کر بلبلا رہے ہیں اور ہمیں مدد کی توفیق نہیں ہوتی۔

ز تسبیح و سجادہ و دلق نیست

طریقت بجز خدمت خلق نیست

یعنی تسبیح، مصلیٰ، اور گدڑی کا نام طریقت نہیں ہے بلکہ طریقت خدمت خلق کا نام ہے، آیت ربانی ”**الشیطان یعدکم الفقر۔**“ کے مطابق شیطان ہمارے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ صدقہ، زکوٰۃ اور عطیات دینے سے مال کم ہو جائے گا اور احتیاجی مقدر بن جائے گی، حالانکہ زکوٰۃ اور صدقہ دینے سے مال اللہ کی حفاظت میں آ جاتا ہے اور بموجب حدیث وہ مال بڑھ کر پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

زکوٰۃ مال بدرکن کہ فضلہ رزرا

چو باغباں بزند بیشتر دہد انگور

یعنی اپنے مال میں سے مستحقین کا حصہ نکال لیا کرو مال میں اضافہ ہوگا، جس طرح انگور کے فضلہ کو کاٹ ڈالنے سے انگور میں اضافہ ہوتا ہے۔

اگر اللہ روز محشر سوال کرے کہ فلسطین میں مسلمان کا قتل عام ہوا تھا، تو نے ان کی کیا مدد کی تھی، اراکان برما میں نسل کشی کی گئی تھی، تو نے ان کی لوٹی ہوئی عزت کو بحال کرنے کے لئے کیا کیا تھا، بنگلہ دیش میں اراکانی مسلم مہاجرین سبز باغ دکھا کر عیسائی بنا لئے گئے تھے تو نے ان کے ساتھ کونسا تعاون کیا تھا اور کشمیر میں ماں بہنوں کی عزتیں تار تار کی گئی تھیں، تو نے ان کے ساتھ کتنی ہمدردی کی تھی۔ تو ہمارا کیا جواب ہوگا، حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندے سے پوچھے گا کہ میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، میں بے لباس تھا تو نے مجھے کپڑا نہیں پہنایا، میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی، ہر بات پر بندہ حیران ہو جائے گا کہ اے رب العالمین تو کیسے بھوکا ہو سکتا ہے؟ تو کیسے

پیاسا ہوسکتا ہے؟ تو کیسے بے لباس ہوسکتا ہے اورتو کیسے بیمار ہوسکتا ہے؟ اس پر اللہ کہے گا نہیں۔ میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، میرا فلاں بندہ پیاسا تھا، میرے فلاں بندے کے پاس پہننے کو کپڑے نہیں تھے۔ خدا کی قسم اس دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے جو فی سبیل اللہ خرچ کیا جائے گا وہ رہ جائے گا۔

اگر کشور کشائی کامران ست
وگر درویش حاجت مند نان ست
دراں ساعت کہ خواہند ایں وآں مرد
نخواہند از جہاں بیش از کفن

ترجمہ: یعنی دولت جمع کرنا اور حکومت کرنا کامیابی ہے یا حاجت مند درویش کو کھانا کھلانا کامیابی ہے یہ اس وقت سمجھ میں آئے گا جب قبر میں جانا ہوگا، چاہنے کے باوجود کوئی شخص (شاہ وگدا) کفن کے علاوہ کچھ لے کر نہ جا سکے گا۔ البتہ جس نے صدقہ دیا اور مخلوق خدا کی خدمت کی وہ کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوگا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ عباسی خاندان کے خلیفہ منتصر باللہ (حکومت از 861ء تا 862ء چھ ماہ فقط) نے ایک مرتبہ ایک مجلس منعقد کی اور حکم دیا کہ اس میں دیباج کے زرتار قالین بچھائے جائیں، چنانچہ قالین بچھائے گئے، ان میں سے ایک قالین کے بیچ میں ایک بڑا سا دائرہ تھا۔ جس میں ایک شہسوار کی تصویر تھی جس کے سر پر تاج تھا اور دائرے کے گرد فارسی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں شیرویہ بن کسریٰ بن ہرمز ہوں، میں نے اپنے باپ کو قتل کیا تھا اور اس کی سلطنت کے چھ ماہ بعد میری حکومت ختم ہوگئی، چنانچہ

منتصر کی سلطنت بھی چھ ماہ کے اندر ختم ہوگئی۔

(تاریخ بغداد ج2 ص 120 باحالہ تراشے ص 131)

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل
گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند
خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ترجمہ: ایران کا بادشاہ نوشیرواں کا نام عدل و انصاف کے حوالے سے آج تک باقی ہے اگرچہ اس کی رحلت کو ایک عرصہ گزر گیا ہے، اے شخص موجودہ عمر کو غنیمت جان اور بھلائی کر اس سے پہلے کہ آواز آجائے کہ فلاں اس دنیا میں نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (مولود 164ھ متوفی 241ھ) کے زمانے میں حاتم الاصم ایک بزرگ تھے۔ جنہوں نے اپنے استاد شفیق رحمہ اللہ کے ساتھ سفر و حضر میں 33 سال کا عرصہ گزارا اور کہا کہ میں نے اس طویل مدت میں استاد محترم سے صرف آٹھ باتیں سیکھیں اور انہیں حرز جاں بنا لیا۔

(اول) دنیا میں ہر آدمی کسی نہ کسی چیز کو محبوب بنا لیتا ہے لیکن جلد ہی وہ چیز اس سے دور ہو جاتی ہے، اس لئے میں ے نیکیوں کو محبوب بنایا کیونکہ نیکیاں دنیا و آخرت دونوں میں کام آتی ہیں اور جدا نہیں ہوتیں۔

(دوم) جب میری نظر اس آیت پر پڑی "**و امامن خاف مقام ربه و نهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هى الماوىٰ ۔**" (اور جو اپنے رب کے حضور حاضری سے ڈرتا رہا اور اپنے آپ کو بڑی خواہش سے روکتا رہا اس کا ٹھکانہ یقیناً جنت ہے) تو میں نے اپنے نفس کو خواہشات نفسانی سے دور رکھ کر بندگی میں لگا دیا۔

(سوم) جب میری نظر اس آیت پر پڑی ''**ماعندکُم ینفدو ما عنداللہ باق** '' (جو کچھ تمہارے پاس ہے ایک دن ختم ہو جائے گا اور جو خدا کے پاس وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا) تو مجھے دنیا کی جو بھی دولت ملتی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہوں تا کہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔

(چہارم) میں نے مخلوق خدا کو دیکھا کہ ہر شخص مال و دولت، نسبی شرافت اور شان و شوکت میں لگا ہوا ہے حالانکہ یہ چیزیں وزن نہیں رکھتیں، اس لئے میں نے آیت ربانی ''**ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم** '' (تم لوگوں میں سے جو سب سے زیادہ برائی سے بچنے والا ہے وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے۔) کے مطابق پوری کوشش تقویٰ کے حصول میں لگا دی۔

(پنجم) میں نے دیکھا کہ تمام برائیوں اور جھگڑے فساد کی جڑ حسد ہے۔ اس لئے میں نے اپنے آپ کو حسد سے دور رکھا۔

(ششم) مجھے احساس ہوا کہ انسان کا ازلی دشمن شیطان ہے جو انسان کو مختلف گناہوں پر ابھارتا ہے اس لئے میں شیطان کی کسی بات پر عمل نہیں کرتا۔

(ہفتم) میں نے دیکھا کہ ہر شخص پیٹ کی خاطر جان اور ایمان قربان کرنے پر تیار ہے حالانکہ قرآن کہتا ہے۔''**ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ۔**'' (زمین پر چلنے پھرنے والے ہر جاندار کی روزی اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے۔) اس لئے میں نے اپنی زندگی عبادت الٰہی میں صرف کرنے کا تہیہ کر لیا۔

(ہشتم) میں نے دیکھا کہ ہر انسان نے کسی نہ کسی کمزور چیز پر بھروسہ کیا ہوا ہے، حالانکہ رب کریم کا فرمان ہے۔''**ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہ۔**'' (اور جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کے لئے کافی ہے) اس لئے میں اللہ کے علاوہ کسی بھی دوسری

چیز اور ذات پر بھروسہ نہیں کرتا۔

(روشن ستارے ص 50۔ از مولانا محمد یوسف اصلاحی رحمہ اللہ)

ایک دفعہ ایک مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے چاروں دوستوں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور ہر شخص اپنی اپنی پسند کی چیزوں کا تذکرہ کر رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خوشبو، عورتیں اور نماز پسند ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھنا اور آپؐ پر مال خرچ کرنا پسند ہے اور یہ ہے کہ میری بیٹی آپؐ کے نکاح میں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور پرانے کپڑے استعمال کرنا پسند ہے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو پہنانا اور قرآن پاک کی تلاوت پسند ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے مہمان کی خدمت کرنا، گرمی میں روزہ رکھنا اور دشمن خدا پر تلوار کی ضرب لگانا پسند ہے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین تشریف لائے اور فرمایا مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں، بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانا، بے کس عبادت گزراوں کی دلجوئی کرنا اور عیال دار تنگ دستوں کی مدد کرنا۔ اس کے بعد جبرائیل امین نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کو بھی اپنے بندوں کی تین چیزیں بہت محبوب ہیں، خدا کی راہ میں اپنی طاقت (جان و مال) کھپانا، گناہوں پر شرمندہ ہو کر رونا اور فقر و فاقہ کی حالت میں صبر کرنا۔ اللہ اکبر خدمت خلق کی کتنی پیاری مثال ہے۔

(روشن ستارے ص 214 باحالۃ منبہات لا بن حجر رحمہ اللہ)

......☆......☆......

# خدمت خلق کے متعلق چند عبرت انگیز واقعات

قارئین کرام تاریخ کے اوراق میں بہت سے ایسے اللہ والوں کا تذکرہ ملتا ہے جنہوں نے دوسروں کی خاطر خود تکالیف اٹھائیں، مصیبتیں جھیلیں، خوب دل کھول کر سخاوت کی اور دنیا کو لات ماری اور انہیں یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی ''کہ اگر مال دارد برائے دوست دارد۔'' یعنی دھن دولت اگر جمع بھی کی جائے تو مخلوق خدا کی خدمت کے لئے ہو، صرف چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

(ا) عباسی خلیفہ ہارون رشید (مدت حکومت از 786ء تا 809ء) کی بیوی زبیدہ نے ایک خواب دیکھا صبح معبر اعظم ابن سیرین رحمہ اللہ سے تعبیر پوچھی، افضل التابعین ابن سیرین رحمہ اللہ نے تعبیر دی کہ اللہ تم سے ایک ایسا کام لے گا جس سے عامۃ الناس کو بڑا فائدہ ہوگا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ زبیدہ بغداد کی گلی میں کہیں جا رہی تھی کہ دیکھا کے سامنے ایک مجذوب بیٹھے ہوئے ہیں اور مٹی (کھلونوں کی طرح) کے گھر فروخت کر رہے ہیں، زبیدہ نے مجذوب سے پوچھا کہ یہ کیسے مکانات فروخت کر رہے ہو؟ مجذوب نے جواب دیا کہ اگر تم مکان خریدو گی (جس سے مجھے کچھ رقم مل جائے گی) تو تمہیں جنت میں عمدہ مکان ملے گا۔

چنانچہ زبیدہ نے فوراً ایک مکان خرید لیا اور مقررہ رقم مجذوب کو دیدی، رات کو ہارون رشید نے خواب دیکھا کہ جنت میں ایک عمدہ عالیشان مکان ہے، پوچھنے پر فرشتوں نے بتایا کہ یہ زبیدہ کا مکان ہے، اس نے ایک مجذوب سے جو تعاون کیا تھا۔ اس کے بدلے اس کے لئے یہ مکان یہاں بنایا گیا ہے۔ صبح نیند سے بیدار ہو کر سارا ماجرا زبیدہ سے بیان کیا اور مجذوب کا واقعہ بھی سنایا، ہارون رشید جلدی سے مجذوب کے پاس پہنچے اور کہا کہ مجھے اتنے مکانات فروخت کرو۔ مجذوب رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ تم تو جنت

میں مکان دیکھ کر آئے ہو اس لئے تمہیں نہیں ملے گا۔ ایمان بالغیب کا اعتبار ہوتا ہے، اگر تم بھی بن دیکھے مکان کے بہانے میری مدد کرتے تو تمہیں بھی جنت میں مکان ملتا۔

ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ زبیدہ کو اطلاع ملی کہ حجاز مقدس میں پانی کی کمی ہے اور حجاج کرام کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، زبیدہ نے ماہرین کی ایک ٹیم سے مشورہ کے بعد حنین سے مکہ المکرّمہ تک نہر کھدوانے کا فیصلہ کیا تا کہ حجاج کرام کو ہر وقت پانی مل سکے، اس فیصلہ پر عمائدین حکومت نے کہا کہ یہ ناممکن فیصلہ ہے کیونکہ اولاً اس میں خرچہ بہت زیادہ آئے گا اور وقت بھی زیادہ لگے گا، لیکن زبیدہ کا حکم یقینی تھا اس لئے معماروں اور مزدوروں نے کام شروع کر دیا، چنانچہ (بقول صاحب ایک عالمی تاریخ ص 175) ایک کروڑ سات لاکھ مشقال سونے کی لاگت سے بالآخر حنین سے مکہ تک نہر تیار ہوگئی۔ جسے دنیا آج نہر زبیدہ نے نام سے جانتی اور یاد کرتی ہے، نہ جانے کتنے حجاج کرام نہر سے مستفید ہو رہے ہوں گے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ایک مرتبہ زبیدہ دریا کے کنارے کے مکان میں تشریف فرما تھیں اور مزدور حساب و کتاب کے کاغذات لے کر حاضر ہو گئے لیکن زبیدہ نے یہ کہہ کر وہ سارے کاغذات ریزہ ریزہ کر کے دریا میں ڈال دیئے کہ مجھے اس کی قیمت جنت میں وصول کرنی ہے یہاں حساب و کتاب نہیں دیکھنا، مؤرخین بتاتے ہیں کہ زبیدہ نے اتنی بڑی رقم اپنی جیب خاص سے ادا کی نہ کہ حکومت کے خزانے سے۔

خواہی کی خدای برتو بخشد

باخلق خدای کن نکوئی

اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں عطا کرے تو تم بھی مخلوق خدا پر بخشش کرو۔

(۲) ایک عالم دین نے حضرت شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ زکوٰۃ کتنے مال پر واجب ہے؟ شبلی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اگر دو سو درہم پر پورا سال گزر جائے تو پانچ درہم

بطور زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے! یہ مسلک فقہاء کا ہے لیکن میرا مسلک یہ ہے کہ سال بھر انسان کے پاس اتنا مال کیوں رہے کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہو!

کیا آپ نے نہیں سنا کہ جب غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے انفاق کی اپیل کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گھر کا سارا اثاثہ لے آئے اور حضور علی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پوچھنے پر بتایا کہ گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول ہی کافی ہیں۔ خلفائے راشدین، اتقیاء اور صلحاء کا ہمیشہ یہ وطیرہ رہا ہے کہ مال آتے ہی اللہ ہی راہ میں خرچ کر دیا۔ اس لئے زکوٰۃ دینے کی نوبت ہی نہیں آسکی، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فما و جبت علی زکوٰۃ مال

وھل یجب الزکوٰۃ علی الجواد

یعنی مجھ پر مال کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے، بھلا سخی اور فیاض پر بھی کہیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

(۳) ابراہیم خواص رحمہ اللہ اور ایک نوجوان درویش دونوں بغرض حج مکہ معظّمہ جا رہے تھے، ابرہیم رحمہ اللہ نے نوجوان سے کہا کہ حسب شریعت ایک کو امیر اور ایک کو مامور ہونا چاہئے۔ بتاؤ تم امیر بنو گے یا مامور، نوجوان نے کہا حضرت آپ امیر ہیں اور میں مامور۔ ابراہیم خواص رحمہ اللہ نے فرمایا ٹھیک ہے کہ میں امیر ہوں لیکن میری حکم عدولی کی اجازت نہ ہوگی۔

چنانچہ دونوں چل پڑے، ابھی کچھ دور ہی گئے تھے کہ خواص رحمہ اللہ ٹھہر گئے اور کھانے پینے وغیرہ کا اہتمام خود فرمانے لگے، جب نوجوان نے خدمت کی کوشش کی تو خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ چونکہ میں امیر ہوں اس لئے آپ کو میری حکم عدولی کی

اجازت نہیں آپ صرف سفر کریں گے تمام کام میرے ذمہ ہے۔غرض رات تک ساری خدمات خواص رحمہ اللہ نے انجام دیں۔

دوسرے دن صبح سفر کے آغاز سے پہلے نوجوان کہنے لگا کہ حضرت آج میں امیر ہوں اور آپ مامور ہیں، خواص رحمہ اللہ نے فرمایا بہت خوب۔سفر شروع ہو گیا لیکن آج بھی خواص رحمہ اللہ حسب معمول سب کام سرانجام دینے لگے، نوجوان نے بڑی کوشش کی کہ وہ بھی کچھ خدمت کرے لیکن اسے موقع ہی نہیں ملتا۔آخر میں خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اے نوجوان سن اور یاد رکھ کہ امیر بنو یا مامور مخلوق خدا کی خدمت کرنا اور حقوق ادا کرنا کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

(اسلامی زندگی کی کہکشاں ص 176 از آبادشاہ پوری)

(۴) ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ دوسری صدی ہجری کے بڑے جاہ وحشمت والے بادشاہ تھے۔بلخ کے ذرے ذرے پر ان کا رعب طاری تھا، ایک مرتبہ سلطان ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ شاہی لباس زیب تن کر کے شاہی تاج سر پر رکھ کر انتہائی کروفر کے ساتھ شاہی محل میں بیٹھے اجلاس کی صدارت کر رہے تھے کہ اچانک ایک مجذوب شاہی محل کے اندر آیا اور سلطان سے کہا کہ میں مسافر ہوں، تھکاوٹ ہو رہی ہے کیا اس سرائے میں کچھ دیر آرام کرنے کی اجازت ہے؟

شاہی محل کو سرائے کہنا سخت گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ شاہی محل میں امراء اور سلاطین وقت رہتے ہیں جبکہ سرائے خانہ فقراء اور غرباء کا مسکن ہوتا ہے۔بادشاہ نے غصہ میں لال پیلا ہو کر غضبناک انداز میں آمدہ فقیر سے کہا کہ یہ سرائے نہیں ہے بلکہ شاہی محل ہے اور دربار ہے، فقیر نے پوچھا کہ آپ سے پہلے یہاں کون رہتا تھا، بادشاہ نے جواب دیا میرا باپ، فقیر نے پوچھا کہ اس سے پہلے کون اس سلطنت کا مالک تھا، سلطان نے جواب دیا میرا دادا، فقیر نے پھر پوچھا کہ اس سے پہلے کون صاحب اس میں حکومت کرتا

تھا، جواب ملا پر دادا۔ اس کے بعد فقیر نے انتہائی متانت سے کہا کہ پھر یہ مسافر خانہ نہیں تو اور کیا ہے جس کے مکین اور سلاطین بدلتے رہتے ہیں، یہ کہہ کر فقیر غائب ہو گیا۔

فقیر تو غائب ہو گیا لیکن فقیر کی باتوں نے نسخہ کیمیا کا اثر کیا اور بادشاہ کے دل میں سخت چوٹ لگی۔ بادشاہ حیران رات کو لیٹ گئے، ابھی رات کا کچھ حصہ ہی گزرا تھا کہ چھت کے اوپر سے آواز آ رہی ہے۔ بادشاہ نے غصہ کی حالت میں پوچھا کہ اوپر کون بدبخت ہے؟

اوپر سے آواز آئی جہاں پناہ میرا اونٹ گم ہو گیا ہے، ذرا تلاش کر رہا ہوں، بادشاہ نے آپے سے باہر ہو کر کہا کہ چھت کے اوپر بھی بھلا اونٹ ملتا ہے۔ کسی جنگل میں گم ہو گیا ہوگا اوپر سے پھر دوبارہ آواز آئی۔ بادشاہ سلامت جس طرح چھت کے اوپر اونٹ نہیں مل سکتا اسی طرح نرم گرم بستر میں بھی اللہ نہیں مل سکتا، سحری کے وقت اٹھو اور عبادت میں مصروف ہو جاؤ۔

اب بادشاہ کی سمجھ میں بات آ گئی کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دنیا کی قیمت مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں ہے صحیح ہے اور صبح ہوتے ہی دولت، جائیداد، گھر بار اور بادشاہت کو لات ماری اور جنگل کی راہ لی اور بہت بڑے عابد و زاہد بن گئے جن کی کرامات زبان زد عام و خاص ہیں۔

(۵) مغرب کا وقت تھا، زور سے بارش ہو رہی تھی اور مارکیٹ کے ایک گوشہ میں دو کپڑے کی دکانیں کھلی ہیں، اس دوران ایک گاہک آ کر ایک دکاندار سے کپڑے کی قیمت پوچھتا ہے، دکاندار دس درہم کے کپڑے کی قیمت بیس درہم بتاتا ہے اور گاہک لپک کر قریب میں موجود دکان میں جا کر اسی کپڑے کی قیمت پوچھتا ہے اور وہ دس درہم ہی بتاتا ہے۔ تاہم گاہک پہلی دکان میں آ کر دس درہم والے کپڑے بیس درہم سے لینے کے لئے تیار ہوتا ہے لیکن دکاندار یہ کہہ کر انکار کرتا ہے کہ بھیا تم نے پہلی دفعہ کیوں

نہیں خریدے، اب تو میں نہیں بیچوں گا تم دوسری دکان سے کم پیسوں میں لے لو۔ گاہک تعجب اور حیرانگی کے عالم میں پوچھتا ہے کہ آپ بیچتے کیوں نہیں؟

دکاندار جواب دیتا ہے کہ آج کی روزی اور گھر کی کفالت کے لئے مجھے جتنی رقم کی ضرورت ہے اتنی رقم مجھے مل گئی ہے لیکن قریب میں موجود دکاندار بیچارہ صبح سے ویسے ہی بیٹھا ہوا ہے۔ آخر اس کے بھی اہل وعیال ہیں۔ میں تو صرف دلجوئی کے لئے ویسے ہی بیٹھا ہوا ہوں تاکہ گاہک آئے اور میں گاہکوں کو اسی کے پاس بھیج دوں اور اسے بھی کچھ پیسے مل جائیں، اس لئے میں قصداً وعمداً قیمت زیادہ بتا دیتا ہوں تاکہ گاہک وہیں چلے جائیں اور اس سے کپڑے خرید لیں۔

اے که ازغم نه دیده خواری
ازغم ما کجا خبرداری
خفته ماندی چوبخت ماهمه شب
توچه دانی رنج بیداری

اے وہ شخص جس نے غم نہیں چکھا، تجھے ہمارے غم والم کی فکر کیوں کر ہوسکتی ہے؟ ہماری قسمت کی طرح تو ساری رات سویا رہتا ہے، تجھے کیا علم بیداری کا دکھ کیا چیز ہے؟

قارئین کرام اس قسم کے بے شمار عبرت انگیز واقعات تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں۔ جن کا استقصاء اور جمع مقصود نہیں ہے، صرف اتنی سی بات بتانی ہے کہ اس فانی دنیا میں سب سے اونچا اور بہتر عمل خدمت خلق ہے جس کی مختلف صورتیں ہیں، اسی خدمت خلق کی وجہ سے انسان حیوانی صفات سے نکل کر ملکوتی اوصاف سے متصف ہو جاتا ہے اور اس کی دنیا وآخرت دونوں بن جاتی ہیں، اللہ ہمیں بھی ان اللہ والوں کی طرح زندگی گزارنے کی توفیق دے۔

......☆......☆......

# استغفار کی برکتیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہمیشہ استغفار (اللہ سے گناہوں کی بخشش کے لیے دعا) کرتا رہے، اللہ ہر قسم کی تنگی سے نکلنے کی راہ اس پر کھول دے گا اور ہر غم و فکر سے اسے نجات بخشے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عنایت فرمائے گا جس کا اسے وہم و گمان نہ ہوگا۔''

**تشریح:** ''استغفار'' کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اس گناہ کو بالکل ترک کردے جس کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے درخواست کررہا ہے۔ پورے شعور اور عاجزی کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے۔اس سے ہر قسم کی تنگی اور مصیبت سے نکلنے کی راہ پیدا ہوگی۔

حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے چار آدمی حاضر ہوئے۔ایک نے قحط سالی کی شکایت کی۔دوسرے نے اپنی تنگدستی اور محتاجی کا شکوہ کیا۔تیسرے نے کہا، حضرت! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بیٹا عطا فرمائے۔چوتھے نے عرض کیا، میرا باغ سوکھ کیا ۔آ ؒ نے اک سے کہ ''اللہ سے استغفار کرو۔''

منجانب احمد حسن ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ ملتان